ملا نصر الدین اور اللہ کی مدد
تحریر: معظم جاوید بخاری

اللہ کی مدد

تحریر: معظم جاوید بخاری
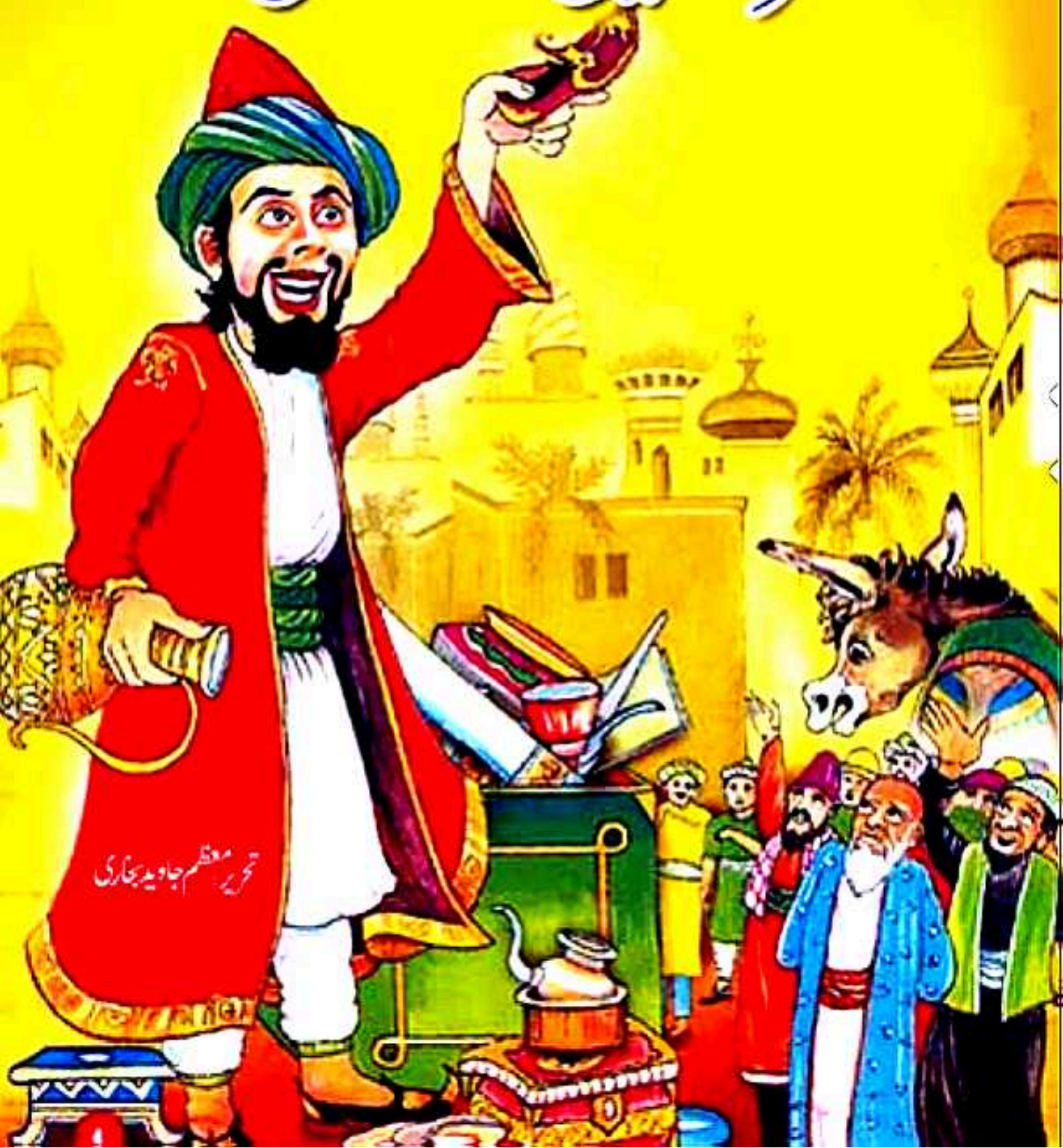
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ملا نصیر الدین کے حالات تنگی کا شکار ہوگئے۔ گھر میں اناج ختم ہوگیا اور برتن خالی رہنے لگے۔ ملا نصیر الدین کی بیوی نے واویلا مچانا شروع کر دیا کہ وہ گھر سے باہر جائے اور کچھ کما کر لائے تاکہ گھر کا نظام چل سکے اگر ملا نصیر الدین یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا تو کھانے کو لالے پڑ جائیں گے۔ ملا نصیر الدین نے سوچا کہ اس کی بیوی صحیح کہتی ہے، اگر اب بھی ہمت نہ کی تو یقیناً اگلی صبح فاقہ ہی کرنا پڑے گا۔ ملا نصیر الدین کو خیر اپنی تو کوئی پرواہ نہیں تھی مگر اپنی بیٹیوں کے اترے ہوئے چہرے دیکھنا اسے قطعاً گوارا نہیں تھا۔ ملا نصیر الدین ایک طرف بیٹھ کر سوچنے لگا کہ آخر ایسا کیا کیا جائے کہ دو چار ماہ کے اناج کا بندوبست ہو سکے؟ کافی سوچ بچار کے بعد آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ ہی گئی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کا کوئی دھلا کو لباس نکال دے کیونکہ اسے بادشاہ کے دربار میں جانا ہے۔ بیوی برا سا منہ بنا کر اٹھی اور ملا نصیر الدین کیلئے صاف ستھرا لباس نکالنے کیلئے چلی گئی۔ کچھ دیر بعد ملا نصیر الدین صاف ستھرے لباس میں دربار کی طرف بڑھ رہا

تھا۔ شاہی محافظ نے جب ملا نصیر کی صورت دیکھی تو مسکرا دیا۔ ملا نصیر الدین ٹھٹک کر رُک گیا اور اس نے محافظ سے
مسکرانے کی وجہ پوچھی کیونکہ اسے ایسا لگا تھا کہ جیسے اس کے کپڑوں میں کوئی خرابی ہو۔ شاہی محافظ نے ہنس کر بتایا
کہ آج صبح ہی بادشاہ سلامت نے اسے یاد کیا تھا اور وہ حاضر ہو گیا جیسے کوئی شیطان ہو۔ ملا نصیر الدین نے اس کی
بات کا برا نہیں منایا کیونکہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ آج بادشاہ سلامت کا مزاج خوشگوار ہے، یقیناً مالی مشکل سلجھ
جائے گی۔ وہ جواب میں مسکراتا ہوا دربار کی طرف چل دیا۔ دربار
پوری آب وتاب سے سجا ہوا تھا۔ بادشاہ کی نظر جب ملا نصیر پر پڑی تو
اس نے اس کا خیر مقدم کیا۔ ملا نصیر الدین سلام کر کے ایک طرف بیٹھ
گیا۔ کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ بادشاہ نے ملا نصیر
الدین سے پوچھا کہ ”ملا! کیا تم ہمیں اچانک حیران کر سکتے ہو؟“
ملا نصیر الدین نے اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرا اور مؤدب انداز میں گویا
ہوا۔ ”بادشاہ سلامت! جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ میں کوئی
ایسا معرکہ تو سر انجام نہیں دے سکتا البتہ پچیس فٹ کے فاصلے پر کھڑا رہ
کر تیر اندازی کا ایسا مظاہرہ کر سکتا ہوں کہ آپ حیران رہ جائیں
گے۔“ پورے دربار میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ ملا نصیر الدین اور
تیر اندازی۔ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ کچھ درباری تو یہ سرگوشیاں کر رہے تھے

کہ تیر اندازی تو ملاّ کے بس کی بات ہی نہیں۔ بادشاہ خود بھی ملاّ کے دعویٰ پر حیران رہ گیا کیونکہ جہاں تک اسے معلوم تھا ملاّ نے کمان پکڑ کر بھی نہیں دیکھی تھی۔ نشانہ لگانا تو دور کی بات تھی۔ بادشاہ نے سب کو خاموش کرایا اور ہنس کر بولا۔ "ملاّ! تیر اندازی کا دعویٰ کر کے ہی تم نے ہمیں حیران کر ڈالا ہے، اگر تم واقعی اپنے دعویٰ میں سچے نکلے تو ہم تمہیں بڑا انعام دیں گے۔ بصورت دیگر تمہیں اس ملک سے نکال دیا جائے گا۔ تمہارے پاس یہ آخری موقع ہے کہ تم اپنے دعویٰ کو ختم کر کے معذرت کرلو۔" ملاّ نے معذرت سے انکار کر دیا اور اپنے دعویٰ کے مظاہرے کا اعلان کر دیا۔ سب لوگ دل میں ہنس رہے تھے کہ ملاّ نے بیٹھے بٹھائے مصیبت کو دعوت دے دی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو یقیناً بادشاہ سلامت کے عتاب کا شکار ہو جائے گا۔ ملاّ ان سب سے لاپرواہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے شاہی محافظ کو صحن میں ایک تختہ نصب کرنے کیلئے کہا اور تیر کمان منگوالی گئی۔ سب لوگ باہر صحن میں پہنچ گئے جبکہ بادشاہ صحن کے اونچے چبوترے میں تخت لگوا کر بیٹھ گیا۔ کچھ درباری ملاّ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ فاصلے پر ٹھہر کر نظارہ کرنے لگے۔ ملا نصیرالدین نے تین تیر منگوائے اور کمان کو ہاتھ میں لے کر اس کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ یہ حقیقت تھی کہ ملا نصیرالدین نے

دوسروں کو تیراندازی کرتے ہوئے دیکھا تھا خود کبھی تیر نہیں چلایا تھا۔ ملا نصیر الدین نے سچے دل سے اللہ کو یاد کر کے مدد مانگی اور کمان کو سیدھا کر کے اس میں تیر لگایا۔ ملا نے پچیس فٹ کے فاصلے پر موجود گول تختے کا نشانہ باندھا اور پوری قوت سے تیر چلا دیا۔ تیر سرعت رفتار میں اُڑتا ہوا آگے بڑھا اور تختے کے کنارے سے ٹکرا کر زمین پر گر گیا۔

ملا یہ دیکھ کر مسکرایا۔ سب درباری ہنسنے لگے۔ بادشاہ بھی کافی محظوظ ہوا۔ ملا نصیر الدین سے پوچھا گیا کہ یہ کیا ہوا؟ تو اس نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ یہ نشانہ میرا ہرگز نہیں تھا بلکہ میں نے یہ دکھایا ہے کہ شاہی محافظ اس طرح کا نشانہ لگاتے ہیں۔ یہ سن کر درباری لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ بادشاہ ملا نصیر الدین کی حاضر جوابی سے خوش ہوا اور بولا۔

''چلو اب دیکھتے ہیں۔''

ملا نصیر الدین نے دل میں ایک بار پھر اللہ سے اپنی کامیابی کیلئے دعا مانگی اور تیر کمان میں لگایا۔ ایک بار پھر پوری قوت سے تیر اچھالا گیا۔ تیر ہوا میں سفر کرتا ہوا تختے سے چند قدم پیچھے ہی زمین پر گر گیا۔ یہ دیکھ کر ملا کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے جلدی سے خود کو سنبھالا۔ شاہی درباریوں کو تو اپنی ہنسی پر قابو پانا دشوار محسوس ہو رہا تھا۔ بادشاہ کو اس کھیل سے مزہ آ رہا تھا۔ اس نے ملا نصیر الدین کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''ملا! اب بھلا یہ کس کا نشانہ تھا؟''

ملا نصیر الدین نے تیوری چڑھا کر بلند آواز میں کہا۔

''بادشاہ سلامت! معاف کیجئے! میں نے تین تیر یونہی نہیں لئے تھے اگر میں نے صرف اپنے ہی نشانے کا

مظاہرہ کرنا ہوتا تو ایک ہی تیر کافی تھا۔ اس طرح کا نشانہ ہمارے وزیرِاعظم لگاتے ہیں جو ہمیشہ راہ میں ہی لڑھک جاتا ہے۔" وزیرِاعظم کی درگت بنتے دیکھ کر ہر کوئی دل کھول کر ہنسا۔ وزیرِاعظم ایک طرف کھڑا ہونٹ کاٹتا رہا۔

وزیرِاعظم کا جلا بھنا چہرہ دیکھ کر بادشاہ کو اور لطف آیا۔ اب آخری تیر بچا تھا۔ ملّا کے پاس اس کے بعد اور کوئی راستہ نہیں تھا، اگر وہ تیر بھی نشانہ پر نہ لگتا تو اسے نہ صرف دربار سے بلکہ ملک سے بھی بدر کر دیا جاتا۔ ملّا نے اپنی آنکھیں بند کر کے ایک بار پھر دل میں اللہ سے دُعا کی کہ اے میرے ربّ! میں گھر سے رزق کی تلاش میں نکلا ہوں اور اپنی استطاعت کے مطابق پوری دیانتداری سے محنت کر رہا ہوں، اب تو ہی اسے کامیابی کی منزل سے ہمکنار فرما۔

اس کے بعد اس نے تیر کمان میں لگایا اور ترچھی آنکھ کے ساتھ تختے کے گول نشان کو جانچا۔ اس کے بعد زناٹے کی آواز کے ساتھ تیر کمان سے باہر نکلا اور ہوا میں تیرتا ہوا تختے کی طرف بڑھنے لگا۔ سب درباری اپنی ہنسی کو بھول کر تیر کو بڑھتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ ملاّ سانس روکے تختے کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا اس کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو رہی تھی اور پھر اچانک اس کا دل اچھل کر حلق میں آن اٹکا۔ تیر لکڑی کے گول تختے میں بالکل صحیح نشانے پر دھنس چکا تھا۔ درباری متحیر انداز میں تختے کو گھور رہے تھے جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ تیر واقعی نشانے پر لگ گیا ہو۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بادشاہ سلامت بھی متحیر نگاہوں سے تیر کو ٹٹول رہا تھا۔ تختے کے قریب کھڑا دربان آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا تھا کہ تیر واقعی وہی ہے جو ملا نصیر الدین کی کمان سے نکلا تھا یا پھر کوئی دوسرا تیر کہیں اور سے آ کر لگا تھا۔ اللہ نے ملاّ کی دُعا سن لی تھی اور اس کیلئے اناج کا بندوبست کر دیا تھا۔ ملاّ نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اچانک اس خاموش فضا میں جوش بھری آواز سنائی دی۔ جسے سن کر سب ہی چونک اُٹھے۔ یہ آواز ملا نصیر الدین کی تھی جو اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد بڑے فخر سے کہہ رہا تھا۔

”دیکھا! یہ میرا نشانہ ہے جس کا میں نے دعویٰ کیا تھا۔“

ملا نصیر الدین کا انداز ہی کچھ ایسا تھا کہ درباری نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑے۔ بادشاہ نے سپہ سالار کو تیر کا جائزہ لینے کیلئے بھیجا۔ سپہ سالار نے تختے میں دھنسے ہوئے تیر کا جائزہ لیا اور پھر دیانتداری سے اعلان کیا کہ ملا نصیر الدین کا نشانہ اور قوت کسی ماہر تیر انداز سے کم نہیں۔

سب درباریوں نے ملاّ کی پیٹھ ٹھونکی اور اس خوبصورت مظاہرے کی دل کھول کر تعریف کی۔ بادشاہ سلامت نے بھی ملا نصیر الدین کی تعریف کی اور کہا کہ اس نے اس کے دل بہلانے کے اہتمام کے ساتھ ساتھ جس عمدہ تیر اندازی کا مظاہرہ کیا ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے، اس زبردست کارکردگی کیلئے وہ بڑے انعام کا حقدار بن چکا ہے۔ بادشاہ سلامت نے حسب وعدہ اسے ایک سرخ اشرفیوں کی تھیلی اور قیمتی ہیرے کا تحفہ انعام کی صورت میں پیش کیا۔ ملا نصیر الدین نے بڑے انکسار کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس نے اتنا عمدہ نشانہ لگانا کیسے سیکھا؟ ملاّ نصیر الدین نے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

''بادشاہ سلامت! ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے اور وقت پڑنے پر انسان وہ سب کچھ سیکھ جاتا ہے جس کی اسے سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے میری ضرورت نے تیر اندازی سکھادی البتہ وزیر اعظم کو اپنے نشانے کو درست کرنے کیلئے کافی محنت کی ضرورت ہے۔''

ملا نصیر الدین کی بات سن کر سب درباری قہقہے لگانے لگے جبکہ وزیر اعظم کھسیانا سا ہو گیا۔ دیکھا بچو! اگر وقت پڑنے پر اپنے اللہ کے حضور سچے دل کے ساتھ دُعا کی جائے تو وہ ہمیشہ مدد کرتا ہے اور ایسا کمال دکھاتا ہے کہ انسان خود بھی حیران رہ جاتا ہے۔ ●●●

حمد

اے دُنیا کے باغ کے مالی
اے اپنے بندوں کے والی
دل کے مالک، جان کے مالک
دُنیا اور جہان کے مالک
دوسرا تجھ سا کوئی نہیں ہے
تجھ سا داتا کوئی نہیں ہے
بخش ہمارے جسم کو طاقت
بخش ہمیں محنت کی عادت
ہمت دے کچھ کام کریں ہم
جگ میں روشن نام کریں ہم

(شفیع الدین نیّرؔ)